## سوال

(103) تعزیہ داری کرنا اور بچوں کو طوق بیری پہنانا اور ماتم کرنا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کرنا۔ اور بچوں کو طوق بیری پہنانا اور ماتم کرنا۔ اور بھوسا اڑانا وغیرہ۔ اور زکر سوانح ووقائع شہادت وغیرہا میں سامان کرنا اور اس پر رونا اور رولانا۔ اور اس کے واسطے انعقاد مجلس تعزیت کرنا موجب ثواب ہے۔ یا باعث عقاب اور نوحہ اور مرثیہ خوانی کرنا کیسا ہے۔ اور یزید کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تعزیہ داری۔ علم داری۔ ماتم کرنا۔ بچوں کو طوق بیڑیاں پہنانا۔ فقیر بنانا۔ وغیرہ قرون ثلاثہ مشہود ہا بالخیر سے ثابت نہیں۔ جس کی خبر نہ کسی اصل شرعی کے تحت میں مندرج ہے نہ سلف وخلف صالحین کا اس پر عمل پس محض بدعات وضلالت واحداث فی الدین ٹھرا۔ جس کے عدم قبول اور رد ہونے پر رسول مقبول ﷺ کا یہ قول منقول ہے۔

من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فھو رد

اور رونا اور آنکھوں سے آنسو بہانا خواہ بحالت نہایت مسرت ہو جیسے قدوم قادم کے وقت یا محتاجگی پر رونا۔ یا بخیال سزائے حاکم یا استاد مربی وغیرہ کے رونا یا کسی کے صدمہ مفارقت جسمانی سے رونا اس میں کوئی مانع شرعی نہیں۔ محض محبت الٰہی میں رونا اس کے عذاب وعقاب ومحاسبہ کے ڈر سے رونا انبیاء ومرسلین اور صالحین اور زاہدین سے ثابت ہے۔ ونیز کم ہنسنا۔ اور زیادہ رونا۔ آیہ کریمہ سے واضح ہے۔ کسی حکام عادل یا عزیز رشتہ دار یا استاد شفیق ومرشد برحق وپشوائے دین کے انتقال وزکر انتقال سے بوجہ مزید حزن وملال رونا۔ یا یاد آخرت سے رونا ممنوع نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا وفات ابراہیم بن ماریہ قبطیہ میں آبدیدہ ہونا منقول ہے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ کا ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے جانا اور قبر پر بیٹھ کر یاد آخرت وموت پر بہت رونا حضرت براء بن عازب سے مروی ہے۔ اسی طرح آیت سن کر آنسو جاری ہونا۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت میں رونا نہ آئے تو بتکلف رونا۔ اس کے حکم پر بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ خدا کے خوف سے زرا آنسو نکل آئیں۔ پر جو فضیلت وارد ہے۔ حدیث مروی حضرت عبد للہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود ہے۔ بعد وفات آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر وفاروق رضوان اللہ عنہم اجمعین کا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی خدمت می آنا۔ اور انھیں روتا دیکھ کر دونوں کا رونا۔ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مذکور ہے۔ وقت معین پر ایصال ثواب فاتحہ ودرود سے کرنا موجب اجر جزیل ہے مجمع شروع میں میت کے اوصاف کمال وواقعات صحیحہ تیجہ خیز مفید وقت بیان کرنا اور اس کے نظما ونثرا مغفرت مانگنا جس کا وہ مستحق ہے۔ کرنا کسی زبان میں ہو اس کے جواز میں کلام نہیں۔ ہاں نوحہ مشرکین جو عہد جاہلیت میں مروج تھا۔ وہ ہرگز نہ

چاہیے۔ وہ نہ میت کے لئے فائدہ رساں ہے۔ اور نہ پسماندگان کے لئے مفید حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔

**نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی وفی نسخۃ یعنی النوح**

یعنی رسول اللہ ﷺ نے مراثی سے منع کیا ابن ماجہ کے ایک نسخہ میں ہے۔ کہ مراد اس سے نوحہ ہے۔ حاصل یہ کہ مراثی سے مطلقاً مراثی مراد نہیں ہوسکتے۔ ورنہ بہت سے صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین بلکہ خود آپ ﷺ کے لئے مراثی لکھے گئے۔ اور دین اسلام کا کوئی قاعدہ اس کے منع کا متقاضی نہیں ہے۔ اس بنا پر شیخ جلال الدین ابو بکر مشہور مصنف الاسلام نے مصباح الذجاجہ میں بذیل حدیث مذکور فرمایا ہے۔

خطابی نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے کی طرح مرثیہ کہنا حرام ہے۔ ورنہ میت کے لئے دعا کرنا اس کی تعریف کرنا مکروہ نہیں کیونکہ ایسے مرثیہ تو کئی ایک صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے بھی منقول ہیں۔''

اور کسی سید کار کے سوء خاتمہ وحسن خاتمہ کے یقینی علم نہ ہونے پر ہم اس کو کرنے کے لئے مامورومجاز نہیں ہیں۔ اور رنج میں ترک الذائد وتزیئن ریا بغیر خلوص کچھ مفید نہیں اور خلوص کے ساتھ بنظر زہد ہو تو اس کا فضل معلوم ومسلم ہے۔

**ہذا ما ظہر لی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم العبد فہمانی عفی عنہ**

ہوالمصوب۔ واقعی رسم تعزیہ داری بدعت ہے نہ رسول مقبول ﷺ کے زمانہ میں پایا گیا ہے۔ نہ خلفاء کے زمانے میں بلکہ اس کا وجود قرون ثلاثہ میں کہ مشہود لہا بالخیر ہیں منقول نہیں ہوا۔ اور تا این دم حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما میں رائج نہیں ہے۔ اور نہ کسی اصل شرعی کے تحت میں مندرجہ ہے پس یہ بدعت ضلالت ٹھرا۔ اور بدعت ضلالت کو اختیار کرنا لعنت خدا وملائکہ کا موجب اور رسول مقبول ﷺ کی رنجیدگی کا باعث ہے۔

اور سینہ کوبی کرنا اور کپڑے پھاڑنا۔ نوحہ کرنا خاک اڑانا بال نوچنا۔ یہ سب افعال منہیات وممنوعات سے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

**لیس منا من حلق وسلق وخرق ولیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ولعن اللہ النیاحۃ**

جو سر کے بال نوچے۔ سینہ کوبی کرے۔ اور کپڑے پھاڑے۔ وہ ہم میں سے نہیں۔ اور فرمایا جو رخسار پیٹے۔ گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور فرمایا خدا نوحہ کرنے والے پر لعنت کرے۔''

اور نفس بیان وقائع شہادت اور اس پر رونا بشرط یہ کہ نوحہ وغیرہ سے خالی ہو۔ درست ہے۔ اور اس کے واسطے خاص مجلس منعقد کرنا تشبہ روافض وکراہت سے خالی نہیں جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔

''جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقع بیان کرنا چاہے تو پہلے دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی شہادت کا تذکرہ کرے تاکہ شیعہ کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔''

''اور صراط مستقیم میں ہے۔ ذکر قصہ شہادت بعقد مجلس باین قصد کہ مردم بشنوند وتاسفیا نمایند وگریہ وزاری کنن ہرچند اور نظری ہر خللے دروان ظاہر نمی شود واما فیا لحقیقت آن ہم مذموم مکروہ است انتہے۔''

اگر مرثیہ احوال واقعی ہوں۔ پس اس قسم کے مرثیوں کو پڑھنا اور سننا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا ہے۔ یزید کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ باالاتفاق مسلمانوں کے وہ امیر ہوا تھا۔ اس کی اطاعت امام پر واجب تھی۔ حالانکہ اس کی خلافت پر مسلمانوں کا اتفاق نہ ہوا۔ اور ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین اور اولاد صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اس کی بعیت نہیں کی۔ اور جن حضرات نے بعیت کی بھی تھی۔ جب ان کو اس کے فسق وفجور کا حال معلوم ہوا۔ خلع بیعت کر کے مدینہ میں واپس آگئے اور بعض قائل ہیں کہ یزید نے اما حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ نہ اس فعل سے راضی تھا۔ یہ بھی باطل ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ قتل امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ گناہ کبیر ہے نہ کفر اور یہ لعنت مخصوص بکفار ہے ناظم باین فطانت نہیں جانتے ہیں۔ کہ کفر ایک طرف خود ایزا رسول الثقلین کیا ثمرہ رکھتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں۔ شاید اس نے اس کفر و معصیت کے بعد توبہ کی ہو۔ وقت موت کے تائب ہوگیا ہو۔ امام غزالی کا احیاء العلوم میں اسی طرف رجحان ہے۔ جاننا چاہیے کہ توبہ کا احتمال ہی احتمال ہے واللہ اس بے سعادت نے اس امت میں وہ کچھ کیا ہے کہ کسی نے نہیں کیا۔ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واہانت اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب واہلیان مدینہ کی شہادت وقتل کے واسطے لشکر بھیجا تین روز تک مسجد نبوی بے ازان و نماز رہی۔ من بعد حرم مکہ میں لشکر کشی کر کے عین حرم مکہ میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا۔ اور انہیں مشاغل میں تھا کہ اس کی موت آگئی۔ اس جہان کو پاک کیا اور اس کے بیٹے معاویہ نے بر سر منبر اس کی برائیاں بیان کیں۔ اور بعض سلف واعلام امت سے اس شقی پر لعن فجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ تفتازانی نے کمال خوش وخروش کے ساتھ اس پر اور اس کے اعوان پر لعنت کی ہے۔ اور بعضوں نے اس معاملہ میں توقف کیا ہے۔ پس مسلک مسلم یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت ورحم سے ہرگز یاد نہ کرنا چاہیے۔ اور اس کے لعن سے کہ حروف میں مختص بکفار ہے اپنی زبان کو روکنا چاہیے جیسا کہ قصیدہ امالیہ میں ہے۔ (محمد عبد الہادی)

تعزیہ بنانا اس میں شریک ہونا۔ اس پر چڑھاوا چڑھانا۔ یا منت ماننا ان ایام میں عشرہ محرم میں زکر شہادت حسین کرنا رونا پیٹنا۔ چلانا۔ نوحہ کرنا۔ کپڑے پھاڑنا۔ یہ سب غلط ہے۔ اور بدعت سیہ اور یزید کو برا کہنا خلاف احتیاط ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی۔ رشید احمد ص 1301۔

تعزیہ داری کرنا وغیرہ امور مذکورہ فی السوال ناجائز بدعت ہیں۔ اور موجب عقاب یزید اپنے کئے کو پہنچ گیا۔ اب اس پر لعنت کرنا۔ اس کو گالی دینا۔ برا کہنا ن چاہیے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔

**1** **لاتسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا رواه البخاري** (سید محمد عبد السلام۔ فتاوی نزیریہ جلد نمبر 1 ص 228)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]()

## جلد 11 ص 368-373

محدث فتویٰ